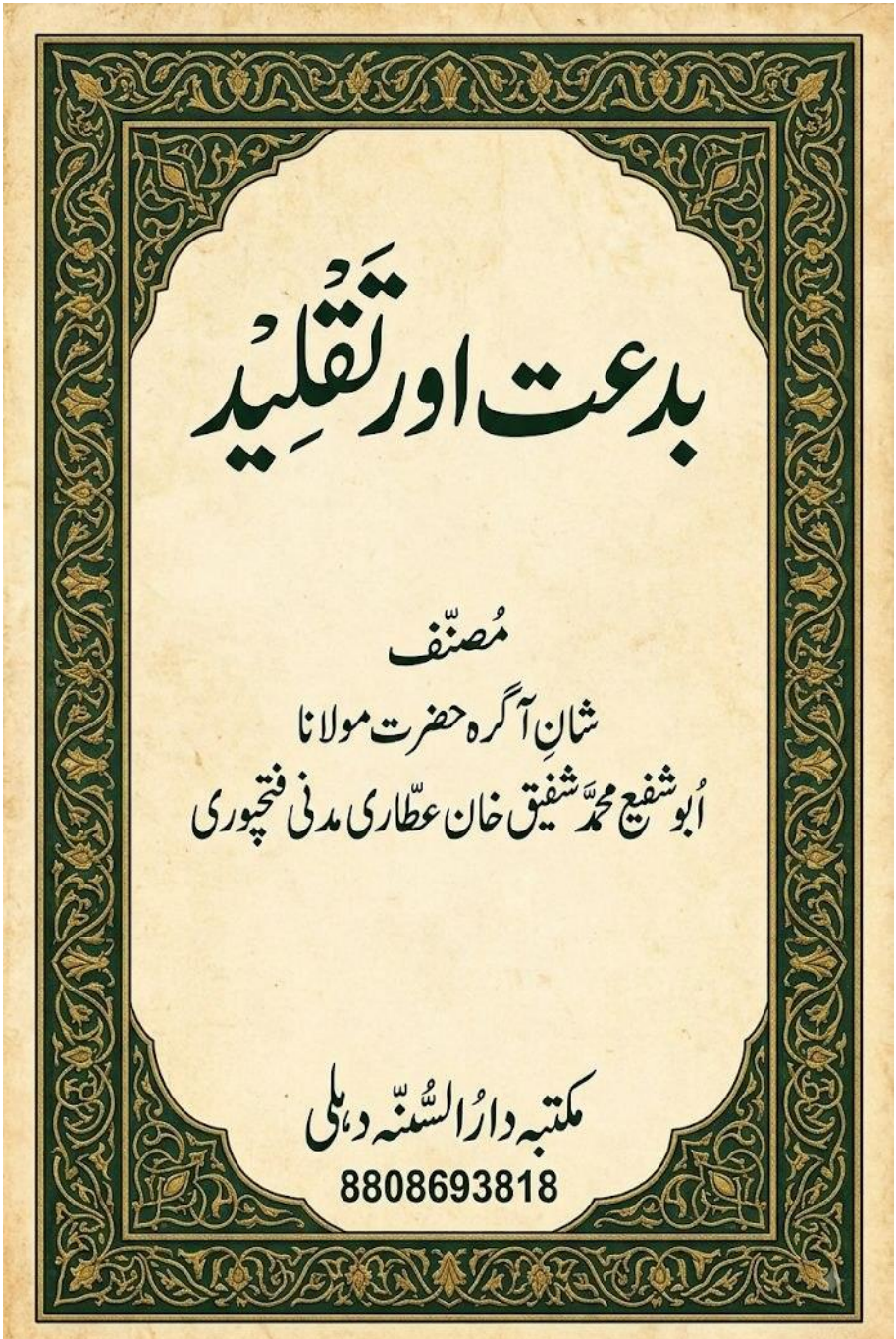
بدعت اور تقلید
مُصنّف
شانِ آگرہ حضرت مولانا
اُبو شفیع محمدؐ شفیق خان عطّاری مدنی فتحپوری
مکتبہ دارُالسُّنّہ دہلی
8808693818

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف

وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مکتبہ دار السنہ کی جانب سے پیش ہے

بدعت اور تقلید پر مشتمل کتاب بنام:

بدعت اور تقلید

آپ اس کتاب میں پڑھ سکیں گے:

☆...بدعت کا بیان

☆... تقلید کا بیان

☆... قیام میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا بیان

☆... امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کا بیان

☆... آمین آہستہ کہنے کا بیان

☆... رفع یدین کا بیان

مصنف

شانِ آگرہ، خلیفۂ انوارِ ملت و نعمانِ ملت حضرت مولانا ابو شفیع

محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتبہ دار السنہ کی جانب سے پیش ہے

بدعت اور تقلید پر مشتمل کتاب بنام:

بدعت اور تقلید

1448ہجری 2026عیسوی

Page: MRP:

MAKTABA DARUSSUNNA

Near Faizan e Madina, Block F 1, Tajnagri 2,

Tajganj Agra 282001

CONTACT NUMBER: +91 8808693818

نوٹ: میں اپنے جملہ قارئین سے التجا کرتا ہوں کہ اس کتاب کی کمپوزنگ سے لے کر تصحیح تک کے سارے مراحل بنظرِ غائر طے کئے گئے ہیں لیکن بتقاضائے بشریت غلطی کا امکان موجود ہے لہذا جو بھی اس کتاب کی اغلاط سے مطلع ہو وہ اس mail id پر ضرور اطلاع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

EMAIL: SHAFIQMADANI26@GMAIL.COM

دعائے خیر کا طالب:

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

فہرست

مصنف کا تعارف 7

نام ونسبت 7

دینی ماحول سے وابستگی 7

آغازِ تدریس وتصنیف 8

خلافت واجازت 8

خدمتِ دین 9

بدعت کا بیان 10

سوال: بدعت کسے کہتے ہیں؟ 10

سوال: بدعت کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ 11

سوال: بدمذہب یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں آیا "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو اچھی بدعت کہاں سے ہوگی؟ اس کا کیا جواب ہے؟ 12

سوال: کچھ ایسے معاملات کی مثالیں بیان فرمادیں جو عہدِ رسالت میں نہ تھیں اور مسلمانوں نے بعد میں ایجاد کیں اور اس کو اچھا بھی سمجھتے ہیں؟ 15

سوال: بدعت کے اچھے ہونے پر کیا دلائل ہیں؟ 17

تقلید کا بیان 20

سوال: تقلید کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟ 20

سوال: تقلید کے ضروری ہونے پر دلائلِ عقلیہ کیا ہیں؟ 20

سوال: تقلید کن مسائل میں کی جاتی ہے؟ 22

سوال: فقِہ کسے کہتے ہیں اور فقیہ کون ہے؟ 23

سوال: مذہب کسے کہتے ہیں؟ 23

سوال: اگر تقلید ضروری ہے تو صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے زمانہ میں تقلید کیوں نہیں ہوئی؟ 25

سوال: چاروں ائمّہ کے علاوہ کسی اور امام کی تقلید اب کیوں نہیں ہو سکتی؟ 28

قیام میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا بیان 29

سوال: نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد مرد ہاتھ کہاں باندھیں گے؟ 29

سوال: نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی کیا دلیل ہے؟ 29

سوال: بعض لوگ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں، تو کیا یہ صحیح ہے؟ 30

امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کا بیان 31

سوال: کیا امام کے پیچھے مقتدی کا قراءت کرنا جائز ہے؟ 31

سوال: امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کی کیا دلیل ہے؟ 31

آمین آہستہ کہنے کا بیان 34

سوال: دورانِ نماز امام کے "وَلَا الضَّآلِّیْنَ" کہنے پر مقتدیوں کو آمین آہستہ کہنا چاہئے یا بلند آواز سے؟ 34

سوال: آمین کو آہستہ کہنے پر کیا دلائل ہیں؟ 34

رفع یدین کا بیان 37

سوال: تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنا (یعنی ہاتھ اٹھانا) کیسا ہے؟ 37

سوال: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرتے (یعنی ہاتھ اٹھاتے) ہیں ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟ 37

سوال: تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرنے (یعنی ہاتھ نہ اٹھانے) پر کیا دلائل ہیں؟ 37

مصنف کی کتابوں کا تعارف 40

مصنف کا تعارف

نام ونسبت

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے 2004ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَکَوْلی ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش 10 جون 1986ء ہے۔

دینی ماحول سے وابستگی

موصوف نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن 2000ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر 4 سال قیام کیا پھر 2004ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور 2006ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹیسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر

درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی۔

آغازِ تدریس و تصنیف

2014ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں داخلِ نصاب علمِ صرف کی کتاب بنام "مراح الارواح" کی اردو شرح بنام "شَفِیْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح" تصنیف فرمائی۔ اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس، تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ درسِ نظامی کی تدریس کے ساتھ ساتھ امامت کورس بھی کرواتے رہے۔

خلافت و اجازت

ستمبر 2014ء میں خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی انوار الحق صاحب نے اور 25 اپریل 2024ء کو شاگردِ حافظِ ملت، مریدِ مفتیٔ اعظم ہند، خلیفۂ برہانِ ملت، مبلغِ اسلام حضرت علامہ مولانا عبد المبین نعمانی دامت برکاتہم العالیہ نے سلسلۂ قادریہ، رضویہ کی خلافت و اجازت سے نوازا۔

خدمتِ دین

حضرت جس طرح ایک مدرس اور مصنف ہیں اسی طرح مقرر اور مبلغ بھی ہیں۔ آپ کے اصلاحی بیانات خوفِ خدا و عشقِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے لبریز ہوتے ہیں۔ سننے والوں پر رقت طاری ہوتی اور دین سے قربت نصیب ہوتی ہے۔ نیز وقتاً فوقتاً مختلف دینی تحریکیں چلاتے رہتے ہیں۔ اور ابھی حال ہی میں **"دین سیکھو اور انعام پاؤ"** کے نام سے گھر گھر دینی تعلیم پہنچانے کی تحریک شروع فرمائی ہے۔ تادمِ تحریر حضرت کی اردو ہندی دونوں زبانوں میں تصنیف کی تعداد 100 سے تجاوز کر چکی ہے۔ اللہ پاک اس تحریک کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ترقی عطا فرمائے۔ نیز اللہ سے دعا ہے کہ حضرت کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے حضرت کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ

کے QR Code کا Location

جس جامعۃ المدینہ میں شانِ آگرہ حضرت مولانا

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

2014 سے اب تک (2026) تدریس

فرماتے ہیں

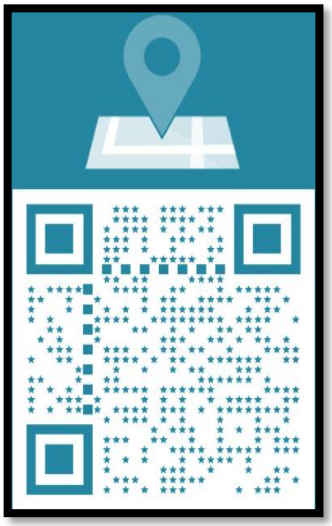

بدعت کا بیان

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جسے یہ پسند ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہوتے وَقْت اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس سے راضی ہو اُسے چاہئے کہ مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھے۔(فِردَوسُ الاَخبار بمأثورِ الخِطاب ج ۲ ص ۲۸۴ حدیث ۶۰۸۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: بدعت کسے کہتے ہیں؟

جواب: بدعت کے لغوی معنی ہیں نئی چیز، اصطلاح شریعت میں بدعت سے مراد ہر وہ نیا کام ہے جو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مبارک دور میں نہ تھا بعد میں کسی نے اس کو شروع کیا، اب اگر یہ کام شریعت سے ٹکراتا ہے تو اس بدعت کو بدعتِ سَیِّئہ یعنی بُری بدعت کہتے ہیں، اسی کے بارے میں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مَردود ہے اور وہ نیا کام جو قرآن وسنّت کے خلاف نہیں ہے اس کو بدعتِ مُباحہ یا حَسَنَہ یعنی اچھی بدعت کہتے ہیں یعنی حکم کے اعتبار سے مُباح ہے تو مُباحہ اور مستحسن ہے تو حَسَنَہ بلکہ بعض بدعاتِ حَسَنَہ تو واجِبَہ بھی ہوتی ہیں جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔(بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت ص ۱۱۸)

سوال: اچھی بدعت پر عمل کرنا کیسا؟

جواب: اچھی بدعت کو بدعتِ حَسَنَہ کہا جاتا ہے اس پر عمل کرنا کبھی واجب، کبھی مستحب ہوتا ہے اور اچھا طریقہ جاری کرنے والا اجر وثواب کا حقدار ہے جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے: ”جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر

عمل کریں گے اوران کے ثواب میں بھی کمی نہ ہو گی اور جو شخص اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہو گا اوران کا بھی جو اس پر عمل کریں اوران کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ۔۔۔الخ، ص۵۰۸، حدیث:۱۰۱۷)

سوال: بدعت کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

جواب: حضرت علامہ عزالدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی "کتاب القواعد" کے آخر میں تحریر فرمایا کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔بدعتِ وَاجِبَہ: جس پر عمل کرنا ضروری ہے جیسے قرآن مجید کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے علم نحو سیکھنا اور اصول فقہ اور جرح وتعدیل کے قواعد کو مُدَوَّن کرنا(یعنی بنانا) تاکہ فقہ وحدیث کے سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

(۲)۔۔۔بدعت مُحَرَّمَہ: جس پر عمل کرنا حرام وگناہ ہے، جیسے جبریہ، قدریہ، مرجیہ وغیرہ تمام بدمذہبوں اور بددینوں کے مذاہب۔

(۳)۔۔۔بدعتِ مُسْتَحَبَّہ: جن پر عمل کرنا ثواب ہے اور چھوڑ دینا گناہ نہیں، جیسے دینی مدارس اور مسافر خانوں کی تعمیرات۔

(۴)۔۔۔بدعتِ مَکْرُوْھَہ: جیسے مسجدوں اور قرآنِ مجید کی جلدوں کو نقش ونگار سے مزین کرنا۔

(۵)۔۔۔بدعتِ مُبَاحَہ: جیسے انواع واقسام کے کھانے، پہننے، پینے کا سامان کرنا اور فجر وعصر کی نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا، مکانات بنوانا۔

(حاشیۃ مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ص۲۷ ومرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، تحت الحدیث:۱۴۱، ج۱، ص۳۶۸)

سوال: بد مذہب یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں آیا "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو اچھی بدعت کہاں سے ہو گی؟ اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: "بدعت ضلالت" کا بیان کرتے ہوئے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا کہ وہ نئی چیز جو قرآن وحدیث یا اقوال واعمال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا اجماع امت کے مخالف ہو وہ ضلالت و گمراہی ہے اور جو اچھی اچھی نئی نئی چیزیں ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہوں وہ مذموم اور گمراہی نہیں۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کے ساتھ تراویح کو "نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ" فرمایا یعنی یہ اچھی بدعت ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ" یعنی تمام مسلمان جس چیز کو اچھی مان لیں وہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان ہے کہ "لَا يَجْتَمِعُ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ" یعنی میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو گی۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، تحت الحدیث:۱۴۱، ج۱، ص۳۶۸)

اور حضرت علامہ عزالدین بن عبد السلام و حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے بیان کی تائید مزید اس حدیث مرفوع سے بھی ہوتی ہے جو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ "مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" (صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب نقض الاحکام الباطلۃ...الخ، الحدیث:۱۷۱۸، ص۹۴۵) یعنی جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالے جو دین میں سے نہ ہو وہ مردود ہے۔ اس حدیث سے صاف صاف ظاہر ہے کہ دین میں وہ نئی بات جو دین کے مخالف نہ ہو وہ ہر گز ہر گز مردود نہیں ہے۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ مشکوۃ ج ا ص ۳۰ پر جو حدیث ہے کہ "اِیَّاکُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ" یعنی تم لوگ اپنے آپ کو دین میں نئے نئے کاموں سے بچائے رکھو کیونکہ ہر نئی نکالی ہوئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام...الخ، الحدیث:۱۶۵، ج۱، ص ۵۳)

اس سے مُراد وہی بدعت ہے جو قرآن وحدیث یا اقوال واعمالِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف ہو ورنہ ظاہر ہے کہ ہر نئی نکالی ہوئی چیز گمراہی کیونکر ہو سکتی ہے؟ جب کہ اُوپر ذکر کی ہوئی حدیثوں میں صاف صاف تصریح موجود ہے کہ گمراہی وہی نئی نکالی ہوئی چیز ہوگی جو دین کے خلاف ہو اور اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اس سے ناراض ہوں اور جو نئی نئی باتیں دین کے خلاف نہیں ہیں وہ ہر گز ہر گز کبھی بھی مذموم اور گمراہی نہیں ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ مسلم شریف کی ایک حدیث میں اس کی صراحت بھی موجود ہے جو مشکوۃ ج ا ص ۳۳ پر مذکور ہے کہ:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ

ترجمہ: جو اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالے تو اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد اس اچھے طریقے پر عمل کریں گے ان کے ثوابوں کا اجر بھی اس کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو اور جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ نکالے تو اس پر اس کا گناہ ہے اور تمام ان لوگوں کے گناہوں کا وبال بھی اس پر ہوگا جو اس کے بعد اس برے طریقے پر عمل کریں گے

بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے گناہوں میں سے کچھ کمی ہو۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الاول، الحدیث:۲۱۰، ج۱، ص۶۱)

بہر حال یہ بات سورج کی طرح روشن ہو گئی کہ دین میں ہر نئی بات جو نکالی جائے وہ گمراہی نہیں ہے بلکہ وہی نئی چیز گمراہی ہو گی جو دین کے مخالف ہو ورنہ ظاہر ہے کہ ہر نئی چیز گمراہی کس طرح ہو سکتی ہے؟ حالانکہ زمانۂ نبوت کے بعد سینکڑوں چیزیں اولیائے امت و علمائے ملت نے نئی نئی ایجاد کی ہیں جو ہر گز ہر گز مذموم نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب ہیں۔ مثلاً قرآن مجید پر اعراب لگانا، قرآن مجید کو تیس پاروں میں تقسیم کرنا، قرآن میں اوقاف کی علامتوں کو لکھنا، رکوع کی نشانی تحریر کرنا، اسی طرح قرآن مجید کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے نحو و صرف اور معانی و بیان نیز اصول فقہ و اصول حدیث کے قواعد و ضوابط کو مدون کرنا، ان فنون میں کتابیں تصنیف کرنا، ان کی تعلیم کے لئے مدارس قائم کرنا، نصاب مقرر کرنا، اسی طرح جمعہ و عیدین کے خطبوں میں خلفائے راشدین اور حضرت فاطمہ و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے دونوں چچاؤں حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام پڑھنا، مسجدوں کی عمارتوں کو پختہ اور عالی شان بنانا، مسجدوں پر مناروں اور مِئْذَنَہ (یعنی اذان دینے کے لئے کمرے) کی تعمیرات وغیرہ اس قسم کی بہت سی نئی نئی چیزیں علمائے مِلت نے دین میں نکالی ہیں مگر چونکہ ان میں کوئی چیز بھی دین کے مخالف نہیں اس لئے ان چیزوں کو ہر گز ہر گز مذموم اور گمراہی نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ سب بدعتِ حسنہ اور ثواب کے کام ہیں۔ اسی طرح صوفیائے کرام کے معمولات مثلاً مُراقبات اور ذکر کرنے کی ہیئت اور جلسات، تسبیحات کا استعمال، ذکروں کی مقدار، حلقے اور ختم خواجگان، میلاد شریف، مجالس وعظ، فاتحہ و اعراس اولیاء، مقابر پر گل پوشی و چادر پوشی، بلاشبہ یہ سب دین میں نئی

نئی باتیں نکالی گئی ہیں، مگر چونکہ ان میں کوئی بھی قرآن مجید و حدیث یا اقوال و اعمال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مخالف نہیں۔ لہٰذا ہر گز ہر گز ان چیزوں کو مذموم اور گمراہی نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ سب بدعت حسنہ اور سب ثواب کے کام ہیں۔ لہٰذا ازروئے حدیث جن لوگوں نے ان اچھی اچھی باتوں کو ایجاد کیا، ان کو ایجاد کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور قیامت تک جتنے لوگ ان باتوں پر عمل کر کے ثواب حاصل کرتے رہیں گے ان سب لوگوں کے ثوابوں کے برابر بھی ان کو ثواب ملتا رہے گا اور کسی کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو گی۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں:" وہابیوں کے یہاں بدعت کا بہت خرچ ہے، جس چیز کو دیکھئے بدعت ہے، لہٰذا بدعت کسے کہتے ہیں اِسے بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بدعتِ مذمومہ و قبیحہ وہ ہے، جو کسی سنّت کے مخالف و مزاحم ہو اور یہ مکروہ یا حرام ہے۔ اور مطلق بدعت تو مستحب، بلکہ سنّت، بلکہ واجب تک ہوتی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت فرماتے ہیں:" نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ "ترجمہ:" یہ اچھی بدعت ہے" حالانکہ تراویح سنّتِ مؤکدہ ہے، جس امر کی اصل شرع شریف سے ثابت ہو وہ ہر گز بدعتِ قبیحہ نہیں ہو سکتا، ورنہ خود وہابیہ کے مدارس اور اُن کے وعظ کے جلسے، اس ہیأتِ خاصہ کے ساتھ ضرور بدعت ہوں گے۔ پھر انہیں کیوں نہیں موقوف کرتے...؟ مگر ان کے یہاں تو یہ ٹھہری ہے کہ محبوبانِ خدا کی عظمت کے جتنے اُمور ہیں، سب بدعت اور جس میں اِن کا مطلب ہو، وہ حلال و سنت۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

سوال: کچھ ایسے معاملات کی مثالیں بیان فرمادیں جو عہدِ رسالت میں نہ تھیں اور مسلمانوں نے بعد میں ایجاد کیں اور اس کو اچھا بھی سمجھتے ہیں؟

جواب: میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ مولانا، ابو بلال محمد الیاس عطار قادری زید مجدہ وشرفہ وعلمہ وعملہ اپنے رسالے بنام "فیضانِ اذان" کے صفحہ نمبر ۱۸ پر اس کی چند مثالیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱)۔۔۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تراویح کی جماعت شروع کروائی لیکن حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مبارک زمانے میں ایسا نہیں ہوا تھا۔

(۲)۔۔۔ قرآنِ پاک کے اوپر نقطے واعراب حجاج بن یوسف کے دور میں سنہ ۹۵ ہجری میں لگے ہیں چاروں صحابہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے یہ کام نہیں کیا جو اس نے کروایا اور اس پر کسی عالِم نے انکار بھی نہیں کیا علمائے حق کی اجازت و تحسین کی بناء پر یہ عمل بھی مستحسن ہے۔

(۳)۔۔۔ اُسی نے ختمِ آیات پر عَلامات کے طور پر نُقطے لگوائے۔

(۴)۔۔۔ مسجِد کے وَسط میں اِمام کے کھڑے رہنے کے لئے طاق نُما محراب پہلے نہ تھی، وَلید مَروانی کے دَور میں سیِّدُنا عُمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِیجاد کی۔ آج کوئی مسجِد اس سے خالی نہیں۔

(۵)۔۔۔ قراٰنِ پاک کی چَھپائی۔

(۶)۔۔۔ قرآن و حدیث کا علم سیکھنے کے لئے علمِ صَرف و نَحو کے قواعد۔

(۷)۔۔۔ علمِ حدیث اور احادیث کی اَقسام اور جرح و تعدیل کے اصول۔

(۸)۔۔۔ عالم بننے کے لئے دَرسِ نظامی کا کورس۔

(۹)۔۔۔ شریعت و طریقت کے چار سلسلے مثلاً قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ۔

(۱۰)۔۔۔زبان سے نَماز کی نیّت کرنا حالانکہ دورِ صحابہ میں دل سے نیّت کی جاتی تھی۔

(۱۱)۔۔۔ہوائی جہاز کے ذَرِیعہ سفرِ حج، پہلے پیدل یا جانوروں پر سواری کرکے جاتے تھے۔

(۱۲)۔۔۔**جدید سائنسی** ہتھیاروں کے ذَرِیعے جہاد۔ یہ سارے کام اُس مُبارَک دَور میں نہیں تھے لیکن اب انہیں کوئی گُناہ نہیں کہتا۔

(۱۳)۔۔۔چھ کلمے، اس طرح حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقدّس دور میں مرتب نہ تھے۔ لیکن ان کاموں کو کوئی گناہ نہیں کہتا اور نہ ہی کوئی منع کرتا ہے۔ ایسا کیوں؟ ایسا اس لئے کہ ممانعت کی دلیل موجود نہیں ہے اگرچہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے زمانے میں بعض کام نہیں ہوئے مگر چونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے ان سے منع بھی تو نہیں فرمایا ہے لہٰذا یہ کام کرنا، جائز ہے۔

سوال: بدعت کے اچھے ہونے پر کیا دلائل ہیں؟

جواب: بدعت کے اچھے ہونے پر بے شمار دلائل ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔**پہلی دلیل:** پارہ ۲۷ سورۂ حدید کی آیت نمبر ۲۷ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّیْنَا بِعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَ اٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ وَ جَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ رَهْبَانِیَّةَ ِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا۔فَاٰتَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ۔وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ﴿۲۷﴾(پ۲۷،الحدید،۲۷)

ترجمہ کنزالایمان: اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں۔

یعنی اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو جنگل میں جا کر عبادت کرنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ وہ لوگ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ کام خود ایجاد کیا تھا، اس کے باوجود ان کو اس کام سے اللہ تعالی نے منع نہ فرمایا بلکہ عمل کرنے والوں کو اجر و ثواب سے نوازا۔ اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دِین میں کسی بات کا نکالنا اگر وہ بات نیک ہو اور اس سے رضائے الٰہی مقصود ہو تو بہتر ہے، اس پر ثواب ملتا ہے، اور اس کو جاری رکھنا چاہئے ایسی بدعت کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں البتہ دِین میں بُری بات نکالنا بدعتِ سیّئہ کہلاتا ہے، وہ ممنوع اور ناجائز ہے اور بدعتِ سیّئہ حدیث شریف میں وہ بتائی گئی ہے جو خلافِ سنّت ہو اس کے نکالنے سے کوئی سنّت اٹھ جائے اس سے ہزارہا مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں اور اپنی ہوائے نفسانی سے ایسے امورِ خیر کو بدعت بتا کر منع کرتے ہیں جن سے دِین کی تقویّت و تائید ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اخروی فوائد پہنچتے ہیں اور وہ طاعات و عبادات میں ذوق و شوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں ایسے امور کو بدعت بتانا قرآنِ مجید کی اس آیت کے صریح خلاف ہے۔“

(خزائن العرفان، پ۲۷،الحدید،۲۷)

(۲)۔۔۔دوسری دلیل: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا اَجْرُمَنْ عَمِلَ بِھَامِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِاَنْ یَنْقُصَ مِنْ أُجُورِھِمْ شَیْءٌ وَّمَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَاوَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِاَنْ یَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے اپنے عمل اور ان کے عملوں کا ثواب ہے جو اس پر کاربند ہوں ان کا ثواب کم ہوئے بغیر اور جو اسلام میں برا طریقہ ایجاد کرے اس پر اپنی بد عملی کا گناہ ہے اور ان کی بد عملیوں کا جو اس کے بعد ان پر کاربند ہوں بغیر اس کے ان کے گناہوں سے کچھ کم ہو۔

(مسلم کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ او سیئۃ گ الخ، ص ۱۴۳۷، حدیث: ۲۶۷۳)

یعنی مُوجدِ خیر تمام عمل کرنے والوں کے برابر اجر پائے گا لہٰذا جن لوگوں نے علمِ فقہ، فنِ حدیث، میلاد شریف، عرسِ بزرگانِ دین، ذکرِ خیر کی مجلسیں، اسلامی مدرسے، طریقت کے سلسلے ایجاد کئے انہیں قیامت تک ثواب ملتا رہے گا۔ یہاں اسلام میں اچھی بدعتیں ایجاد کرنے کا ذکر ہے۔ (مراٰۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۹۷)

تقلید کا بیان

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرض حج کرو، بے شک اِس کا اجر بیس غزوات میں شرکت کرنے سے زیادہ ہے اور مجھ پر ایک مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھنا اِس کے برابر ہے۔

(فِردَوسُ الاَخبار بمأثور الخِطاب، ج۱ص۳۳۹حدیث ۲۴۸۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: تقلید کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: تقلید کا لغوی معنی گلے میں ہار ڈالنا، یا پٹہ ڈالنا ہے جبکہ شرعی معنی ہیں کسی کے قول و فعل کو اپنے لئے حُجّت یعنی دلیل بنا کر دلیل شرعی پر نظر کئے بغیر مان لینا، یہ سمجھ کر کہ وہ اَہلِ تحقیق میں سے ہے اور اس کی بات شرعاً متحقق اور قابلِ اعتماد ہے۔ تقلید کرنا واجب ہے اور تقلید کرنے والے کو مقلِّد کہتے ہیں۔ (ہمارا اسلام، تقلید کا بیان، حصہ ۴، ص ۲۰۳)

سوال: ہم لوگ دینی مسائل میں کس کی تقلید کرتے ہیں؟

جواب: ہم لوگ دینی مسائل میں امامِ اعظم ابو حنیفہ حضرتِ سیّدنا نعمان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تقلید کرتے ہیں اور ان کے قول و فعل کو اپنے لئے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائلِ شرعیّہ میں خود نظر نہیں کرتے، خواہ وہ قرآن و حدیث یا اِجماعِ امّت کو دیکھ کر مسئلہ بیان فرمائیں یا اپنے قیاس سے حکم دیں۔ (ہمارا اسلام، تقلید کا بیان، حصہ ۴، ص ۲۰۳)

سوال: تقلید کے ضروری ہونے پر دلائلِ عقلیہ کیا ہیں؟

جواب: ایک سمجھدار بچّہ بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایسا شخص جو بالکل جاہل اور

اَن پڑھ ہے اور اسے اپنے کام سے فرصت بھی نہیں ہے کیا وہ یہ اہلیت واستطاعت رکھ سکتا ہے کہ کتابیں پڑھ کر ہی خود کوئی مسئلہ معلوم کرلے، کجا یہ کہ وہ براہِ راست قرآن وحدیث سے مسئلے نکالے اور اس پر عمل کرے۔ ہر عاقل کے نزدیک اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ لامحالہ وہ جاہل شخص کسی عالم سے پوچھے گا۔ وہ عالم اگر خود قرآن وحدیث سے مسائل نکالنے کی اہلیت نہیں رکھتا تو وہ اسے ان کتب سے پڑھ کر بتائے گا جس میں کسی عالمِ مجتہد کے اَخذ ومرتب کردہ مسائل لکھے ہوں گے، اور اس مجتہد عالم نے وہ مسائل قرآن وسنّت ہی سے نکال کر بیان کئے ہوں گے۔ تو ایک جاہل یا عالمِ غیر مجتہد جو اجتہاد کے ذریعے خود قرآن وحدیث سے مسائل نکالنے کی اہلیت وصلاحیت ہی نہیں رکھتا اس پر یہ ذمّے داری عائد کردینا کہ وہ خود قرآن وحدیث سے مسائل نکالے اس کے لئے تکلیف مالایُطاق ہے (یعنی ایسی تکلیف ہے جس کی وہ طاقت واہلیت ہی نہیں رکھتا)، بلکہ حکمِ قرآنی کے صریح خلاف ہے، کیونکہ قرآن میں فرمایا گیا" لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا "ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر"۔(پ۳،البقرہ،۲۸۶)

معمولاتِ شرعیہ سے قطعِ نظر کرتے ہوئے جب ہم روزمرّہ کے حالات اور اپنے طرزِ زندگی پر نظر کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر لمحہ تقلید کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے ہیں اس میں عوام وخواص، شہری، دیہاتی ہر طبقہ کے لوگ برابر کے حصّہ دار ہیں۔ آپ غور کریں کہ ایک بچّہ ہوش سنبھالتے ہی اپنے ماں باپ اپنے مُرَبّی کی تقلید کے سہارے پروان چڑھتا ہے، ایک بیمار اپنے معالج کی تقلید کرکے ہی شفاء یاب ہوتا ہے، ایک مستغیث کسی قانون داں وکیل کی تقلید کرکے ہی اپنا حق پاتا ہے، راستہ سے ناواقف شخص کسی راستہ بتانے والے کی تقلید کرکے منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے، ایک جاہل اپنے مُعلّم کی تقلید ہی سے صاحبِ علم وفضل

بنتا ہے۔ ہنر اور پیشے سے خالی شخص کسی ماہرِ فن اُستاذ کی تقلید کر کے ہی ہنر مند اور کاریگر ہوتا ہے، یہ وہ روز مرّہ کی باتیں ہیں کہ ان سے نہ تو انکار کی کوئی گنجائش ہے اور نہ بَحث، پس یہی تقلید ہے۔

(مقالاتِ شارح بخاری، ۱/ ۲۵۳، ملخصًا)

سوال: تقلید کن مسائل میں کی جاتی ہے؟

جواب: شرعی مسائل تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱)۔۔۔ عقائد کے مسائل: جن کا سمجھ لینا اور قلب میں راسخ و محفوظ کر لینا ضروری ہے اور چونکہ یہ اُصولِ دِین ہیں اس لئے ان میں کوئی ترمیم و تنسیخ، کمی و بیشی بھی نہیں۔

(۲)۔۔۔ وہ اَحکام جو قرآن و حدیث سے صراحۃً ثابت ہیں کسی مجتہد کے اِجتہاد یا قیاس کو ان کے ثبوت میں کوئی دخل نہیں مثلاً پنج وقتہ نماز اور روزۂ ماہِ رَمضان، حج، زکوٰۃ وغیرہ فرائض اور ایسے ہی دیگر اَحکام۔

(۳)۔۔۔ وہ اَحکام جو قرآن و حدیث میں اِجتہاد سے حاصل کئے جائیں۔

ان میں سے پہلی قسم یعنی اُصولِ عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں، یونہی دوسری قسم یعنی جو اَحکام قرآن و حدیث سے صراحۃً (یعنی وضاحت کے ساتھ) ثابت ہیں ان میں بھی کسی کی تقلید جائز نہیں یعنی ہم جو اِن مسائل کو مانتے ہیں اور عمل کرتے ہیں تو وہ اس لئے نہیں کہ امام اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ہے بلکہ اس لئے مانتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں ان کا صراحۃً ذکر آیا ہے اور تیسری قسم کے مسائل جو قرآن و حدیث و اِجماعِ امّت سے اجتہاد کر کے نکالے جائیں ان میں غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور مجتہد کے لئے تقلید منع ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ خود سے مسائل نکال سکتا ہے۔

(ہمارا اسلام، تقلید کا بیان، حصہ ۴، ص ۲۰۳)

سوال: مجتہد کون ہوتا ہے؟

جواب: مجتہد وہ بالغ اور صحیح العقل مسلمان ہے جس میں اس قدر علمی لیاقت اور قابلیت ہو کہ قرآنی اِشارات و کنایات کو سمجھ سکے اور کلام کے مقصد کو پہچان سکے، ناسخ و منسوخ کا پورا علم رکھتا ہو، علمِ صَرف و نَحو و بلاغت وغیرہ میں اس کو پوری مہارت حاصل ہو، اَحکام کی تمام آیتوں اور اَحادیث پر اس کی نظر ہو، تمام مسائلِ جُزئیہ کو قرآن و حدیث سے اَخذ کر کے ہر ہر مسئلہ کا ماخَذ اور اس کی دلیل کو اچھی طرح جانتا ہو کہ یہ مسئلہ اس آیت یا فلاں حدیث سے ما خوذ ہے۔ اس کے علاوہ ذَکی اور خوش فہم بھی ہو۔ (ہمارا اسلام، تقلید کا بیان، حصہ ۴، ص ۲۰۴)

سوال: فِقْہ کسے کہتے ہیں اور فقیہ کون ہے؟

جواب: مسائلِ جزئیہ عَمَلیہ اور اَحکامِ شرعیہ جو قرآن و حدیث میں جا بجا پھیلے ہوئے تھے ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تَعَالٰی علیہم اجمعین نے لوگوں کی آسانی کے لئے جس موقع سے اور جس طرح مفہوم ہوتے تھے ان کو اسی عنوان سے اخذ کیا۔ اِسی طرح جو مسائل اِجماعِ امّت اور قیاس سے ثابت ہوئے ان سب کو لے کر ہر قسم کے مسائل کو جُدا جُدا بابوں اور فصلوں میں جمع کر کے اس مجموعہ کا نام "**فِقْہ**" رکھ دیا تو ان مسائل پر عمل کرنا عین قرآن و حدیث اور اِجماعِ امّت پر عمل کرنا ہے اور اس علم فِقْہ میں مہارت رکھنے والے علماء کو فقیہ یا فقہاء کہا جاتا ہے۔

(ہمارا اسلام، تقلید کا بیان، حصہ ۴، ص ۲۰۴)

سوال: مذہب کسے کہتے ہیں؟

جواب: دِین کے فروعی مسائل اور اَحکامِ جُزئیہ میں کسی امام مجتہد کا وہ آئین یا دَستور العمل جو انہوں نے قرآن و حدیث اور اِجماعِ امّت سے اَخذ کیا اُسے مذہب کہتے ہیں اس بات

کویوں سمجھیں کہ دِین اصل ہے اور مذہب اس کی شاخ۔ حدیث شریف کے مطابق دُنیا و آخرت میں نجات پانے والا مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِ اَعظم فرمایا، وہ اَہلِ سُنّت و جماعت کا ہے اور یہ ناجی (یعنی نجات پانے والا) گروہ اہلِ سُنّت و جماعت آج چار مذاہب حَنَفی، مالکی، شافعی، حنبلی میں جمع ہو گیا ہے۔ (ہمارا اسلام، تقلید کا بیان، حصہ ۴، ص ۲۰۵ ملتقطاً)

سوال: چاروں ائمّہ میں سے کسی ایک کی تقلید کیوں واجب ہے جب چاروں حق پر ہیں تو چاروں کی تقلید کی اجازت ہونی چاہئے جب چاہیں جس امام کی تقلید کریں؟

جواب: بلا شبہ چاروں امام (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن حق پر ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک امام کی پیروی اس لئے ضروری ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو ہر شخص اپنے نفس کی پیروی کرے گا اور جب دل چاہے گا جس امام کا مسئلہ آسان اور نفس کی خواہش کے مطابق اسے محسوس ہو گا اس پر عمل کرلے گا اور یہ شریعتِ مطہرہ کا مذاق اڑانا ہے کیونکہ بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ بعض ائمّہ کے نزدیک حلال اور وہی مسائل بعض ائمّہ کے نزدیک حرام ہیں اور یہ نفس کا پیروکار صبح ایک امام کی پیروی کرتے ہوئے ایک مسئلہ کو حرام سمجھ کر اس لئے عمل نہ کرے گا کہ اس میں اس کے نفس کا مفاد نہیں ہے اور جب شام کو بلکہ اسی لمحے اس میں اپنا مفاد نظر آئے گا تو دوسرے امام کا مذہب اختیار کرتے ہوئے اسی مسئلہ کو اپنے لئے حلال کرلے گا اور اس طرح فقط خواہشِ نفس کی بنیاد پر احکامِ شرعیہ کو کھیل بنا کر پامال کرتا پھرے گا، اس لئے انسان کو خواہشِ نفس پر عمل کرنے کے بجائے دین و شریعت پر عمل کرنے کے لئے کسی ایک امام مجتہد کا مُقلّد ہونا ضروری ہے ورنہ وہ فلاح و ہدایت ہر گز نہ پاسکے گا۔

اس کو ایک دُنیاوی مثال سے یوں سمجھیں کہ اگر کسی منزل پر پہنچنے کے مختلف راستے ہوں تو منزل پر وہی شخص پہنچے گا جو ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرے اور جو کبھی ایک راستہ پر چلے، کبھی دوسرے راستہ پر، پھر تیسرے پر پھر چوتھے پر تو ایسا شخص راستہ ہی ناپتا رہ جائے گا کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا یہی حال اس شخص کا ہو گا جو کسی ایک امام کی تقلید کا دامن نہ تھام لے بلکہ کسی مسئلہ میں کبھی کسی امام کی پیروی کرے اور کبھی دوسرے کی، پھر تیسرے کی پھر چوتھے کی تو وہ منزلِ آخرت جو کہ جنّت ہے اس تک نہیں پہنچ سکے گا بلکہ خواہشِ نفس کی خاطر راستہ ناپتا ہی رہ جائے گا اور راہِ منزل سے گم ہو کر گمراہی کے اندھیروں میں جا پڑے گا۔

سوال: اگر تقلید ضروری ہے تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کے زمانہ میں تقلید کیوں نہیں ہوئی؟

جواب: صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہری زندگی میں درپیش مسائل سے متعلق نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا حکم پوچھ لیا کرتے تھے اور بسا اوقات جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کرنا ممکن نہ ہوتا تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اجتہاد کرکے حکمِ شرعی پر عمل فرماتے تھے۔ اجتہاد کی اصل مشہور حدیث شریف ہے حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے اوّلاً حدیث شریف کا متن اور اس کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَہٗ إِلَی الْیَمَنِ قَالَ: ”کَیْفَ تَقْضِیْ إِذَا عَرَضَ لَکَ قَضَاءٌ؟“ قَالَ: أَقْضِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ قَالَ: ”فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ؟“ قَالَ: فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: ”فَإِنْ لَّمْ

تَجِدُفِیْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ؟" قَالَ: أَجْتَهِدُ رَأْیِیْ وَلاَ آلُوْقَالَ: فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰی صَدْرِهٖ وَ قَالَ: "أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللهِ لِمَا یَرْضٰی بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ"۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے جب انہیں یمن بھیجا تو فرمایا: جب تمہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو کس طرح فیصلے کروگے، عرض کیا: اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا، فرمایا: اگر تم اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ، عرض کیا: تو رسولُ اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی سنّت سے فیصلہ کروں گا، فرمایا: اگر تم رسولُ اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی سنّت میں بھی نہ پاؤ، عرض کیا: اپنی رائے سے قیاس کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا، فرماتے ہیں: تب رسولُ اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا (یعنی تھپکی دی) اور فرمایا: شکر ہے اس کا جس نے رسولُ اللہ کے رسول (یعنی قاصد) کو اس کی توفیق دی جس سے رسولُ اللہ راضی ہیں۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، باب العمل فی القضاء۔۔۔الخ، ۲/۱۴، حدیث: ۳۷۳۷)

مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ ارشاد فرماتے ہیں: صحابۂ کرام کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہ تھی وہ تو حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی صحبت کی برکت سے تمام مسلمانوں کے امام اور پیشوا ہیں کہ ائمّہ دین امام اعظم ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ وغیرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ ان کی پیروی کرتے ہیں۔

مشکوٰۃ باب فضائل الصحابہ میں ہے: "أَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِأَیِّهِمْ إِقْتَدَیْتُمْ إِهْتَدَیْتُمْ" یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جن کی پیروی کروگے ہدایت پالوگے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ،۲/۴۱۴،حدیث:۶۰۱۸)

"عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْن" تم لازم پکڑو میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنّت۔(مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ،۱/۵۳،حدیث:۱۶۵)

یہ سوال تو ایسا ہے جیسے کوئی کہے ہم کسی کے اُمّتی نہیں کیونکہ ہمارے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کسی کے اُمّتی نہ تھے تو اُمّتی نہ ہونا سنّتِ رسول اللہ ہے، اس سے یہ ہی کہا جائے گا کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تو خود نبی ہیں سب آپ کی اُمّت ہیں وہ کس کے اُمّتی ہوتے ؟، ہم کو اُمّتی ہونا ضروری ہے ایسے ہی صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ تمام کے امام ہیں ان کا کون مسلمان امام ہوتا۔ نہر سے پانی اس کھیت کو دیا جائے گا جو دریا سے دور ہو، مکّبرین کی آواز پر وہی نماز پڑھے گا جو امام سے دور ہو، لبِ دریا کے کھیتوں کو نہر کی ضرورت نہیں، صفِ اول کے مقتدیوں کو مکّبرین کی ضرورت نہیں، صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ صفِ اوّل کے مقتدی ہیں وہ بلا واسطہ سینۂ پاکِ مصطفٰے عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فیض لینے والے ہیں ہم چونکہ اس بَحر سے دور ہیں لہٰذا کسی نہر کے حاجتمند ہیں، پھر سمندر سے ہزارہا دریا جاری ہوتے ہیں جن سب میں پانی تو سمندر ہی کا ہے مگر ان سب کے نام اور راستے جدا ہیں کوئی گنگا کہلاتا ہے کوئی جمنا، ایسے ہی حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آبِ رحمت کے سمندر ہیں اس سینہ میں سے جو نہر امام ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سینہ سے ہوتی ہوئی آئی اسے حنفی کہا گیا جو امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سینہ سے آئی وہ مذہبِ مالکی کہلایا، پانی سب کا ایک ہے مگر نام جُداگانہ اور ان نہروں کی ہمیں ضرورت پڑی نہ کہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کو جیسے حدیث کی اَسناد ہمارے لئے ہے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کے لئے نہیں۔(جاء الحق، حصہ اول، ص ۳۱)

سوال: چاروں ائمّہ کے علاوہ کسی اور امام کی تقلید اب کیوں نہیں ہو سکتی؟

جواب: چاروں ائمّہ میں سے کسی ایک امام کا مُقلّد ہونا ضروری ہے کیونکہ اب حق انہیں چاروں میں منحصر ہے کیونکہ ان ائمّہ اربعہ کے اقوال ہی صحیح اَسناد کے ساتھ مروی ہیں اور صرف ان کے مذاہب ہی مُنَقّح (یعنی صاف ستھرے) ہیں جبکہ سلف میں ائمّہ اربعہ کے علاوہ دیگر مجتہدین کے اقوال نہ تو اَسنادِ صحیح کے ساتھ مروی ہیں نہ کتبِ مشہورہ میں جمعیّت کے ساتھ مُدَوَّن ہیں کہ ان پر اعتماد صحیح ہو اور نہ ہی ان کے مذاہب مُنَقّح ہیں اسی وجہ سے صرف ائمّہ اربعہ ہی کے مذاہب لائقِ اعتماد و قابلِ عمل ہیں۔ جیسا کہ علامہ سیّد احمد مصری طحطاوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: ”هٰذِهِ الطَّائِفَةُ النَّاجِيَةُ، قَدْ اِجْتَمَعَتِ الْيَوْمَ فِيْ مَذَاهِبِ أَرْبَعَةٍ وَهُمُ الْحَنَفِيَّوْنَ وَالْمَالِكِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّوْنَ وَالْحَنْبَلِيُّوْنَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى وَمَنْ كَانَ خَارِجًا عَنْ هٰذِهِ الْأَرْبَعَةِ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ“ یعنی اہلِ سنّت کا گروہِ ناجی اب چار مذہب میں مجتمع ہے وہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ہیں، ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، آج کے دور میں جو ان چار مذاہب سے خارج ہو بدعتی اور جہنمی ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الذبائح، ۴/۱۵۳)

قیام میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا بیان

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قیامت کے روز اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہیں ہو گا، تین شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔ عرض کی گئی: یَا رَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وہ کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: (۱)۔۔۔وہ شخص جو میرے اُمّتی کی پریشانی دُور کرے (۲)۔۔۔میری **سُنّت** کو زِندہ کرنے والا (۳)۔۔۔مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا۔ (اَلْبُدورُ السّافرۃ لِلسُّیُوطی ص ۱۳۱ حدیث ۳۶۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد مرد ہاتھ کہاں باندھیں گے؟

جواب: احناف کے یہاں نماز کے دوران قیام کی حالت میں مرد ہاتھ ناف کے نیچے باندھیں گے یہی سنّت ہے، جو کہ مختلف روایات اور آثارِ صحابہ سے ثابت ہے۔

سوال: نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اس پر مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

(۱)۔۔۔پہلی دلیل: مصنف ابنِ ابی شیبہ کی حدیث: "عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَضَعَ یَمِیْنَهٗ عَلٰی شِمَالِهٖ فِی الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ" ترجمہ: حضرت وائل بن حجر اپنے والد (یعنی حجر) سے روایت کرتے ہیں اور ان کے والد فرماتے ہیں کہ "میں نے نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر زیرِ ناف (یعنی ناف کے نیچے) باندھتے"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۹۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

(۲)۔۔۔دوسری دلیل: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کی ہوئی حدیث ہے: ”أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَلسُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ“ ترجمہ: حضرتِ علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنّت ہے“۔

(سنن ابی داؤد: ج ۱، ص ۴۹۵)

اس حدیث میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ سنت یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھا جائے، اور ”علمِ مصطلح الحدیث“ کا طے شدہ اصول ہے کہ جب کوئی صحابی کسی عمل کو سنت کہے تو وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔

(۳)۔۔۔تیسری دلیل: ”عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ، قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَخْذُ الْاَكُفِّ عَلَى الْاَكُفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ“ ترجمہ: حضرتِ ابو وائل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”نماز میں ناف کے نیچے ہتھیلی کے اوپر ہتھیلی رکھے“۔ (سنن ابی داؤد ج ۱، ص ۲۰۱، مطبوعہ المکتبۃ العصریہ بیروت)

سوال: بعض لوگ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں، تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: اوپر بیان ہوا کہ احناف کے یہاں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنّت ہے، ہاں! شوافع سینے پر ہاتھ باندھنے کا قول کرتے ہیں تو اگر کوئی امام شافعی کا پیروکار سینے پر ہاتھ باندھے تو ہم اسے برا نہیں کہیں گے کیونکہ وہ اس بات میں اپنے امام کی پیروی کر رہا ہے مگر جو حنفی ہونے کا دعوی کرے اور سینے پر ہاتھ باندھے تو اس نے سنّت کے خلاف کیا، اسے امامِ اعظم کی پیروی کرنا واجب ہے۔

امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کا بیان

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے یہ کہا: "جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّاھُوَ اَھْلُہٗ" 70 فرشتے ایک ہزار دن تک اس کے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔

(مُعْجَم اَوسط ج ۱ ص ۸۲ حدیث ۲۳۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: کیا امام کے پیچھے مقتدی کا قراءت کرنا جائز ہے؟

جواب: بہت سارے سنی مثلاً امام شافعی علیہ الرحمہ کے مقلدین بھی امام کے پیچھے قراءت کرتے ہیں، اس لئے اگر سوال میں مذکور شخص شافعی مذہب والا ہے تو کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے امام کی پیروی کر رہے ہیں۔ اور اگر حنفی ہے تو اسے سمجھایا جائے کہ مذہبِ حنفی کی رو سے جہری اور سرّی نماز میں امام کے پیچھے قراءت ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے۔

سوال: امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کی درج ذیل دلائل ہیں:

(۱)۔۔۔پہلی دلیل: پارہ ۹، سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۲۰۴ میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ (پ9، الاعراف:204)

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

علامہ عبداللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآنِ کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں یا خارجِ نماز اُس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔ (مدارک، الاعراف، تحت الآیۃ: ۲۰۴، ص۴۰۱)

(۲)۔۔۔دوسری دلیل: پارہ ۲، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۳۸ میں ارشاد ہوا:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ (پ۲، البقرہ، ۲۳۸)

تَرجَمۂ کنزُ الایمان: نگہبانی کرو سب نمازوں اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

(۳)۔۔۔تیسری دلیل: فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جو امام کے پیچھے ہو تو امام کی قراءت، اس کی قراءت ہے۔ (مسند امام احمد، ج5، ص100، حدیث: 14649)

(۴)۔۔۔چوتھی دلیل: امام ابو جعفر شرح معانی الآثار میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے (امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں) سوال ہوا، ان سب حضرات نے فرمایا: امام کے پیچھے کسی نماز میں قراءت نہ کرو۔ (شرح معانی الآثار، ج1، ص284، حدیث: 1278)

(۵)۔۔۔پانچویں دلیل: حضرت بشیر بن جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نماز پڑھائی تو آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ نماز میں امام کے ساتھ قراءت کر رہے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ”کیا ابھی تمہارے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کے معنی سمجھو۔

(تفسیر ابن جریر، الاعراف، تحت الآیۃ: ۲۰۴، ۶/۱۶۱)

(۶)۔۔۔چھٹی دلیل: حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنی صفوں کو درست کرلو، پھر تم میں سے کوئی ایک امامت کروائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو۔ ایک روایت میں اتنا زائد ہے کہ اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

(مسلم، کتاب الصلاۃ، باب التشہد فی الصلاۃ، ص ۲۱۴-۲۱۵، الحدیث: ۶۲-۶۳(۴۰۴))

(۷)۔۔۔ساتویں دلیل: حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں، نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”امام اسی لئے ہوتا ہے کہ اس کی اِقتداء کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو خاموش رہو۔

(ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا، باب اذا قرأ الامام فانصتوا، ۱/ ۴۶۱، الحدیث: ۸۴۶)

(۸)۔۔۔آٹھویں دلیل: حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”جس نے ایک رکعت بھی بغیر سورۂ فاتحہ کے پڑھی اس کی نماز نہ ہوئی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔

(ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی ترک القراءۃ خلف الامام۔۔۔الخ، ۱/ ۳۳۸، الحدیث: ۳۱۳)

اس مسئلے کی مزید تحقیق و تفتیش کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۶، صفحہ نمبر ۶۰، پر موجود اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کا فتوی ملاحظہ فرمائیں جو دو رجنوں دلائل پر مشتمل جامع و مانع فتوی ہے۔

آمین آہستہ کہنے کا بیان

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ پر دُرُود شریف پڑھو، اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحمت بھیجے گا۔ (اَلکامِل لابنِ عَدِی ج ۵ ص ۵۰۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: دورانِ نماز امام کے "وَلَا الضَّآلِّیْنَ" کہنے پر مقتدیوں کو آمین آہستہ کہنا چاہئے یا بلند آواز سے؟

جواب: احناف کے یہاں دورانِ نماز امام کے "وَلَا الضَّآلِّیْنَ" کہنے پر مقتدیوں کو آمین آہستہ کہنا سنت ہے، اور یہ حکم امام و مقتدی و منفرد سب کے لئے ہے۔

(بدائع الصنائع ج ۱، ص ۲۰۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

سوال: آمین کو آہستہ کہنے پر کیا دلائل ہیں؟

جواب: آمین کو آہستہ کہنے پر درج ذیل دلائل ہیں:

(۱)۔۔۔پہلی دلیل: "عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِینُهُ تَأْمِینَ الْمَلَائِکَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّینَ فَقُولُوا آمِینَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِکَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِی وَلِمُسْلِمٍ نَحْوہٗ"۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ رسولِ کریم عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالتَّسْلِیْم نے

فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، اس لئے کہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہو گی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(صحیح البخاری"، کتاب الأذان، باب جھر الإمام بالتامین، الحدیث: ۷۸۲، ج۱، ص۲۷۵)

اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں:

☆...اوّل یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس لئے کہ اگر مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہوتا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یوں فرماتے کہ جب تم وَلَا الضَّآلِّین کہو تو آمین کہو۔ معلوم ہوا کہ مقتدی صرف آمین کہے گا۔ وَلَا الضَّآلِّین کہنا امام کا کام ہے۔

☆...دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آمین آہستہ کہنا چاہئے کہ فرشتے بھی آہستہ آمین کہتے ہیں۔ اسی لئے ہم لوگ ان کے آمین کہنے کی آواز نہیں سُنتے ہیں۔ لہذا بلند آواز سے آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی مخالفت کرنا ہے۔

(۲)۔۔۔دوسری دلیل: کنزالد قائق اور بحر الرائق جلد اول، ص۳۱۳ میں ہے :"أَمَّنَ الْإِمَامُ وَالْمَأْمُومُ سِرًّا" ترجمہ: امام اور مقتدی دونوں آہستہ آمین کہیں۔

("البحر الرائق"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۱، ص۵۴۷. "کنزالدقائق"، کتاب الصلوۃ، ص۲۵)

(۳)۔۔۔تیسری دلیل: در مختار میں ہے:"أَمَّنَ الْإِمَامُ سِرًّا كَمَأْمُومٍ وَمُنْفَرِدٍ" ترجمہ: امام آہستہ آمین کہے جیسے کہ مقتدی اور منفرد۔

(الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، مطلب قراءۃ البسملۃ بین الفاتحۃ إلخ، ج۲، ص۲۳۸۔۲۳۹)

(۴)۔۔۔چوتھی دلیل: آمین دعا ہے اور دعا مخفی اور آہستہ آواز سے ہونی چاہئے، قرآن میں ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً-اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۝۵۵ (پ۸،الاعراف،۵۵)

ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ”دعا میں ادب یہ ہے کہ آہستہ ہو۔ حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آہستہ دعا کرنا علانیہ دعا کرنے سے ستّر درجہ زیادہ افضل ہے“۔ (خزائن العرفان، پ۸،الاعراف،۵۵)

رفع یدین کا بیان

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب تم رسولوں عَلَیْہِمُ السَّلَام پر دُرُودِ پاک پڑھو تو مجھ پر بھی پڑھو، بے شک میں تمام جہانوں کے ربّ کا رسول ہوں۔

(جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّیُوطی ج ۱ ص ۳۲۰ حدیث ۲۳۵۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنا (یعنی ہاتھ اٹھانا) کیسا ہے؟

جواب: احناف کے نزدیک نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرنا سنت ہے اور کرنا خلافِ سنت اور مکروہِ تنزیہی ہے۔

سوال: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرتے (یعنی ہاتھ اٹھاتے) ہیں ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب: امام شافعی کے یہاں تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنا جائز ہے، لہذا اگر وہ امامِ شافعی کا مقلد ہے تو کوئی حرج نہیں، اور اگر وہ اپنے آپ کو حنفی کہتا ہو اور رفع یدین بھی کرتا ہو تو اس کا یہ فعل کرنا اپنے امام کی مخالفت ہے جو کہ درست نہیں ہے۔

سوال: تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرنے (یعنی ہاتھ نہ اٹھانے) پر کیا دلائل ہیں؟

جواب: تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرنے (یعنی ہاتھ نہ اٹھانے) پر درج ذیل دلائل ہیں:

(۱)۔۔۔پہلی دلیل: ”عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ"۔ ترجمہ: حضرت علقمہ نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نماز نہ پڑھوں پس آپ نے نماز پڑھی اور صرف شروع نماز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھایا، امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث حسن ہے اور بہت سے علمائے صحابہ اور علمائے تابعین یہی فرماتے ہیں (کہ شروع نماز کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے)۔

(سنن الترمذی"، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع إلا فی أول مرۃ، الحدیث: ۲۵۷، ج۱، ص ۲۹۲)

(۲)۔۔۔دوسری دلیل: "عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَ إِبْهَامَاهُ قَرِيبًا مِنْ شَحْمَتَيْ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَا يَعُودُ۔" ترجمہ: حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم جب نماز شروع فرمانے کے لئے تکبیر کہتے تو اپنے دستِ مبارک کو اٹھاتے یہاں تک کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہو جاتے پھر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آخر نماز تک رفع یدین نہ فرماتے۔

(شرح معانی الآثار"، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود إلخ، ج۱، ص ۲۹۰)

(۳)۔۔۔تیسری دلیل: "عَنْ الْأَسْوَدِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ"۔ ترجمہ: حضرت اسود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ میں نے فاروقِ اعظم حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا کہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر آخر

نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے۔(شرح معانی الآثار"، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود الخ، ج۱، ص۲۹۴)

(۴)۔۔۔چوتھی دلیل: "عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُم ا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ"۔ ترجمہ: حضرت مجاہد رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُما کی اقتداء میں نماز پڑھی تو وہ صرف تکبیر اولیٰ میں رفع یدین کرتے تھے۔(شرح معانی الآثار"، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود الخ، ج۱، ص۲۹۲)

ان احادیثِ کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، حضرت فاروقِ اعظم، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابن عمر اور صحابہ و تابعین نیز جلیل القدر علماء رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف تکبیر تحریمہ کے لئے رفع یدین کرتے تھے پھر آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے۔ اور بعض روایتوں سے جو رکوع کے پہلے اور بعد میں رفع یدین ثابت ہے تو وہ حکم پہلے تھا۔ بعد میں منسوخ ہو گیا۔

جیسا کہ عینی شارح بخاری نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت کی ہے: "أَنَّهُ رَاى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَوٰةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَأْسِهِ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ لَهُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهُ"۔ ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اس لئے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ جس کو حضور عَلَیْهِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام نے پہلے کیا تھا پھر بعد میں چھوڑ دیا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری"، ج۴، ص۳۸۰)

مصنف کی کتابوں کا تعارف

مصنف کی اردو کتابیں

ش	کتاب کا نام	زبان	صفحات
1	دینِ اسلام کی خوبیاں	اردو	80
2	اسرار الایمان فی حقائق الارکان	اردو	423
3	میری سنت میری امت	اردو	231
4	کیا حال ہے؟	اردو	220
5	موت کے وقت	اردو	282
6	عقائد کی حکمتیں	اردو	153
7	پانچ نمازوں کی حکمت	اردو	152
8	سب سے پہلے سب سے آخر	اردو	276
9	قصور کس کا؟	اردو	64
10	نصاب مسائلِ نماز	اردو	80
11	آسان فرض علوم	اردو	696
12	آسان خطباتِ محرم	اردو	720
13	اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا	اردو	32
14	عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے؟	اردو	165

15	محمد اور احمد کے راز	اردو	160
16	مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟	اردو	276
17	چاند کی گواہی	اردو	64
18	قربانی کی تاریخ اور حکمتیں	اردو	112
19	آنکھوں کا تارا نامِ محمد ﷺ	اردو	176
20	شعبان اور شبِ براءت	اردو	50
21	قرآنی سورتوں کے مضامین	اردو	435
22	خطباتِ شفیقی جلد اول	اردو	477
23	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد اول	اردو	464
24	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد دوم	اردو	382
25	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد سوم	اردو	382
26	تدریس کے 26 طریقے	اردو	400
27	رفیق التدریس	اردو	376
28	تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے	اردو	135
29	فیضانِ قرآن کورس	اردو	256
30	فیضانِ شریعت کورس	اردو	700
31	چندہ کرنے کے 19 فارمولے	اردو	160
32	ما فعل اللہ بک؟	اردو	288

33	تنظیمی نصاب وبیانات	اردو	528
34	امتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرنی جوابات	اردو	145
35	درود کی حکمتیں	اردو	98
36	شفیق المصباح شرح مراح الارواح	اردو	402
37	شفیقیہ شرح الاربعین النوویہ	اردو	190
38	شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو اول	اردو	200
39	شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو دوم	اردو	200
40	القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر	اردو	192
41	شارق الفلاح شرح نور الایضاح	اردو	717
42	خلیلیہ شرح مناظرہ رشیدیہ	اردو	300
43	کلام الوقایہ (اردو شرح) شرح الوقایہ جلد اول	اردو	372
44	کلام الوقایہ (اردو شرح) شرح الوقایہ جلد دوم	اردو	390
45	صرف کے دلچسپ سوالات	اردو	375
46	ختمِ قرآن کی فضیلت اور مسائل	اردو	32
47	گلشنِ وظائف	اردو	64
48	آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت	اردو	592
49	فتحپور سیکری کی تاریخ	اردو	208
50	شیخ سلیم چشتی کی سیرت	اردو	64

51	آگرہ کی تاریخ	اردو	400
52	آگرہ کے مقدس مقامات	اردو	160
53	ہندوستان کو مسلم بادشاہوں کے تحفے	اردو	208
54	افتخارِ نقیہ المعروف فرزندانِ آگرہ	اردو	300
55	تذکرِ وصال المعروف اولیاء کا وصال در مہینہ وسال	اردو	514
56	کامیاب کاروبار کرنے کے 63 فارمولے	اردو	200
57	حرفوں کے راز	اردو	160
58	حجِ افراد کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
59	حجِ تمتع کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
60	حجِ قران کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
61	عمرہ کرنے کا آسان طریقہ	اردو	125
62	اہلِ بیت کی پیاری سیرت	اردو	400
63	تسلیم التوقیت	اردو	200
64	انوارِ فلکیات	اردو	200
65	فیضانِ تقویم	اردو	200
66	صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی عظمت	اردو	43
67	صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	57
68	فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60

69	عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60
70	مولی علی رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	69
71	فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی سیرت	اردو	73
72	امامِ حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	50
73	امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60
74	آسان اسلامی عقائد	اردو	163
75	عقائد اور دلائل	اردو	140
76	بدعت اور تقلید	اردو	48
77	تہتر فرقوں کا تعارف	اردو	37
78	انوارِ طہارت	اردو	76
79	تحفۂ نماز	اردو	272
80	میت سے تدفین تک	اردو	60
81	روزے کے احکام و مسائل	اردو	40
82	نورِ زکوۃ	اردو	40
83	دستورِ نکاح اور طلاق	اردو	92
84	قسم اور سزاؤں کا بیان	اردو	45
85	63 انوکھی معلومات	اردو	126
86	63 انوکھے سوالات	اردو	72

87	63 انوکھے چٹکلے	اردو	48
88	63 انوکھی پہیلیاں	اردو	42
89	63 انوکھی حکمتیں	اردو	117
90	63 انوکھی حکایات	اردو	158

مصنف کی ہندی کتابیں

ش	کتاب کا نام	زبان	صفحات
1	دینِ اسلام کی خوبیاں	ہندی	80
2	اسرار الایمان فی حقائق الارکان	ہندی	423
3	میری سنت میری امت	ہندی	231
4	کیا حال ہے؟	ہندی	220
5	موت کے وقت	ہندی	282
6	عقائد کی حکمتیں	ہندی	153
7	پانچ نمازوں کی حکمت	ہندی	152
8	سب سے پہلے سب سے آخر	ہندی	276
9	قصور کس کا؟	ہندی	64
10	آسان حنفی نماز	ہندی	96
11	آسان فرض علوم	ہندی	696

12	مختصر اسلامی ہسٹری	ہندی	720
13	اعلی حضرت کا چرچا رہے گا	ہندی	32
14	عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے ؟	ہندی	165
15	محمد اور احمد کے راز	ہندی	128
16	مدینہ جانا کیوں ضروری ہے ؟	ہندی	276
17	چاند کی گواہی	ہندی	64
18	قربانی کی ہسٹری اور حکمتیں	ہندی	112
19	آنکھوں کا تارا نامِ محمد ﷺ	ہندی	160
20	شعبان اور شبِ براءت	ہندی	50
21	آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	640
22	فتحپور سیکری کی ہسٹری	ہندی	208
23	آگرہ کی ہسٹری	ہندی	400
24	ہندوستان کو مسلم بادشاہوں کے تحفے	ہندی	208
25	سر تاجِ آگرہ اور 29 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
26	تاج گنج کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
27	لوہامنڈی کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
28	ہینگ کی منڈی ونائی کی منڈی کے 17 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
29	سکندرہ اور اطراف کے 14 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32

30	سرائے خواجہ اور اطراف کے 6 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
31	شاہ گنج اور اطراف کے 13 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
32	بیلن گنج اور اطراف کے 29 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
33	نئی بستی اور دیوان خانہ کے 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
34	قبرستان پیر گیلانی کے 5 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
35	قبرستان پنچ کوئیاں کے 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
36	آگرہ کے غوث اور 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
37	جمنا پار آگرہ کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
38	مرزا خاندان کے 4 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
39	آگرہ کے مقدس مقامات	ہندی	160
40	شیخ سلیم چشتی کی سیرت	ہندی	64
41	کامیاب کاروبار کرنے کے 63 فارمولے	ہندی	200
42	اہلِ بیت کی پیاری سیرت	ہندی	400
43	گلشنِ وظائف	ہندی	64
44	حجِ افراد کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
45	حجِ تمتع کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
46	حجِ قران کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
47	عمرہ کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	125

شانِ آگرہ حضرت مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
کی کل تصنیفات 137 ہو چکی ہیں الحمد للہ علی احسانہ

کتابوں کی PDF ڈاون لوڈ کرنے کے لیے
اس QR Code کو Scan کیجیئے